قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "العلماء ورثة الانبیاء"

علماء کی ذمہ داریاں

بیان

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

بمقام

جامع مسجد جامعہ اسلامیہ دار العلوم خلیل آباد سنت کبیر نگر (بستی)

ناشر

مکتبہ دار المعارف الہٰ آباد، یوپی

و

جامعہ اسلامیہ دار العلوم خلیل آباد، سنت کبیر نگر، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کے متعلق ضروری معلومات

نام کتاب: علماء کی ذمہ داریاں

واعظ: شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

تعداد صفحات: ۳۲ تعداد اشاعت: ۱۵۰۰

ماہ وسنہ اشاعت: محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق جنوری ۲۰۰۸ء

باہتمام: مولوی محمد عبداللہ قمر الزمان قاسمی الہ آبادی

کتابت: محمد عبیداللہ قمر الزمان ندوی و مولوی فیروز عالم قاسمی

ملنے کے پتے:

☆......مکتبہ دار المعارف الہٰ آباد، بی/۶۳۹ وصی آباد، الہٰ آباد، یوپی، ۲۱۱۰۰۳

☆......جامعہ اسلامیہ دار العلوم خلیل آباد، سنت کبیر نگر، یوپی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

از:مفتی وسیم احمد صاحب قاسمی

حقیر سراپا تقصیر پر مرشدی حضرت اقدس شیخ طریقت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم کے احسانات ونوازشات بے پایاں ہیں ، حضرت دامت برکاتہم کی شفقت ومحبت کی دو بول نے پہلی ملاقات میں ہی میرے قلب ونظر کو مسخر کر دیا۔حقیر کی حاضری اس وقت الہ آباد حضرت اقدس شیخ کامل مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڈھیؒ کے در پر ہوئی تھی اور تین سال سے مسلسل تھی ۔حضرت پرتا بگڈھیؒ نے حسب معمول قیام کے لئے مدرسہ عربیہ بیت المعارف بخشی بازار، الہ آباد بھیج دیا۔گویا حضرت شیخ طریقت کے سپرد کر دیا، حضرت شیخ طریقت سے جب پہلی ملاقات ہوئی تو الہ آباد آنے کی غرض وغایت عرض کی پھر حضرت نے بلا تکلف ارشاد فرمایا کہ آپ تو میرے پیر بھائی ہوئے۔ بڑوں کی بڑی باتیں چھوٹوں سے برادرانہ شفقت ومحبت ہی دلوں کو موم بنا دیتی ہے۔آخر کار حضرت شیخ طریقت کی غلامی ہی میرے راس آئی ، ظاہری وباطنی فیوض وبرکات سے احقر روز بروز مالا مال ہوتا رہا۔آج سے نو سال قبل گورکھپور کی جامع مسجد اردو بازار میں حضرت کے دست حق پرست پر بیعت وارادت کی توفیق نصیب ہوئی ،اس وقت حقیر مدرسہ اسلامیہ بھٹنی گورکھپور کا خادم تھا۔اور حقیر ہی کی دعوت پر حضرت نے پہلی مرتبہ مدرسہ اسلامیہ بھٹنی کے دستار فضیلت کے

جلسے میں تشریف آوری سے نوازا اور خطاب عام فرما کر ذرہ نوازی فرمائی۔

پھر ۲۰۰۰ء میں کچھ کام کی شکل خلیل آباد میں حق تعالیٰ کے محض توفیق سے عطا ہوئی۔ اسی وقت سے حضرت خود ہی فرماتے رہے کہ خلیل آباد چلنا ہے لیکن اپنی ٹوٹی ہوئی جھونپڑی کی وجہ سے احقر منہ چھپاتا رہا۔ پھر حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مسائل حل فرمائے تو احقر نے پہلی مرتبہ ۲۰۰۵ء میں ۲۲؍حفاظ کی دستار فضیلت کے نام پر جلسہ کرنے کی ہمت کر ڈالی جس میں پیش نظر حضرت ہی کو مدعو کرنا تھا، مگر افسوس ع

اے بسا آرزوئے کہ خاک شدہ

چونکہ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی جانب سے حضرت کی خدمت میں تشریف آوری کا دعوت نامہ پہونچ چکا تھا اور منتظمین کا اصرار بھی تھا اسی لئے حضرت کے سفر کے منتظمین نے بہتر سمجھا کہ دیوبند کے دعوت نامے کو اولیت دی جائے۔ احقر کو اطلاع دی گئی حقیر نے بھی حضرت کی مرضی اور رغبت کو ترجیحی طور سے پسند کیا۔ اور حضرت دیوبند تشریف لے گئے ہم لوگ محروم راہ ومنزل رہے۔ اور حضرت مولانا محبوب احمد صاحب ندوی خلف الرشید حضرت شیخ طریقت کو حضرت ہی نے شرکت کے لئے تاکیداً بھیجا۔ پھر کئی مرتبہ پروگرام کی ترتیب بنی اور ملتوی ہوئی۔ قضا وقدر نے ۱۵؍محرم الحرام ۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶ء کا دن متعین کیا تھا آخر وہ مسعود گھڑی آ ہی گئی اور ہم سب خدام مدرسہ اس نعمت غیر مترقبہ کو خوش آمدید کہنے اسٹیشن سحر ہی میں پہنچ گئے۔ اور حضرت فجر کے وقت ہی مدرسہ تشریف لے آئے۔

اس سفر میں حضرت کی معیت آٹھ دس افراد کا ایک قافلہ تھا، خصوصیت

سے قابل ذکر حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بھوٹا مقیم حال لندن اور حضرت مولانا مقصود احمد صاحب گورکھپوری استاذ بیت المعارف الٰہ آباد ساتھ تھے۔ تقریباً بارہ بجے سے دارالعلوم کے وسیع مسجد میں مختصر پروگرام تھا۔ پہلا خطاب حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بھوٹا کا ہوا، اور تجدد پسندی کے خطرات، باطل کے نئے زاویوں وسازشوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ پھر حضرت اقدس دامت برکاتہم کا خطاب باوقار روح پرور، دین ودنیا کی آگاہی سے مالا مال قلب ونگاہ روح وجان کو جلا وروشنی وافزودگی دینے والا پر مغز علمی واصلاحی بیان شروع ہوا۔ اور اتنی بات وثوق ایمان واحتساب سے کہی جاسکتی ہے کہ حضرت کا یہ خطاب پورے سفر کا ماحصل رہا۔ نیز اپنی انفرادی خصوصیت کے ساتھ خشک مولویت سے جداگانہ، جماعتی عصبیت سے بالکل ممتاز بلکہ اہل حق کو اجتماعی مساعی میں شامل ہونے کی مصالحانہ دعوت کی وجہ سے ایک اعلیٰ وبلند مقام حاصل رہا۔ لفظ لفظ درد وکرب، غم وجذبات میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ناظرین کرام خود ہی اس کا اندازہ کرسکتے ہیں، اسی کے پیش نظر احقر نے اس بیان کی طباعت کا ارادہ کرلیا۔ حاضرین باتمکین کی بھی خواہش یہی تھی کہ یہ مفید بیان طبع ہوجائے اس لئے اس کا بیڑا اٹھایا، دعا کریں کہ حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے اور حضرت کے فیض کو عام تام فرمائے اور عامۃ المسلمین کو مستفید ہونے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔ آمین

وسیم احمد قاسمی

خادم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم خلیل آباد، سنت کبیر نگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهدى الله فلا مضلله ومن يضلل فلاهادى له ونشهدان لااله الا الله وحده لاشريک له ونشهد ان محمداًعبده ورسوله صلى الله عليه وسلم تسليما كثيراً كثيراً . امابعد! اعوذبالله من الشيطان الرجيم ،بسم الله الرحمٰن الرحيم

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى. صدق الله العظيم وقال النبى صلى الله عليه وسلم العلماء ورثة الانبياء.

بزرگو اور دوستو! میں حاضر ہو گیا ہوں، یہ میرے لئے سعادت کی بات ہے۔ ماشاء اللہ یہاں کی تعمیری سرگرمیاں بھی خوب ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کی تعلیمی سرگرمیاں بھی خوب ہوں گی اور بہت سے علماء نے بھی اس مدرسہ کے متعلق تعریفی کلمات، تحسینی کلمات لکھے ہیں اس سے اندازہ ہوا کہ الحمدللہ ان علماء کا اعتماد مفتی وسیم احمد صاحب کو حاصل ہے اور دوسرے لوگ مطمئن ہیں۔ یہ اس زمانہ میں بڑی سعادت کی بات ہے کہ کسی کام سے عوام وخواص دونوں مطمئن ہوں۔ اللہ تعالیٰ مزید مفتی صاحب پر اعتماد قائم فرمائے، لوگوں کو اطمینان عطا فرمائے تاکہ یہ ادارہ مزید ترقی کر جائے، اللہ تعالیٰ خود اس کی نگرانی فرمائے اور نصرت فرمائے تاکہ روز بروز اس میں ترقی

ہو۔ بہرحال مجھے یہاں حاضری کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس سے نفع عطا فرمائے اور یہاں کے جمال ظاہری وباطنی میں اضافہ فرمائے۔

میرے بزرگو اور دوستو! مولانا اسماعیل صاحب بھوٹا گجراتی نے بیان فرمایا کہ ہرطرف سے فتنے آرہے ہیں، اور فتنے مختلف قسم کے ہیں، علمی بھی، عملی بھی، تعلیمی بھی اور تدریسی بھی، انکا ہمیں اور آپ کو مقابلہ کرنا ہے۔

علماء انبیاء کے وارث ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**العلماء ورثة الانبياء**'' (مشکوٰۃ شریف ص۳۴)

علماء انبیاء کے وارث ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو جس کا وارث ہوتا ہے وہ اپنے مورث کے مطابق کام کو انجام دیتا ہے، اس کے خلاف کام نہیں کیا کرتا، اسلئے کہ وارث ہو کسی کا اور کام کرے کسی کا!

جب علماء وارث ہیں انبیاء کے تو ان کو وہی کام کرنا چاہئے جو انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے تبھی صحیح معنوں میں وراثت کا حق ادا ہوگا، نیابت کا حق ادا ہوگا۔ نائبین و وارثین کچھ اور کریں علماء کچھ اور کریں تو کہا جائے گا کہ وراثت یا نیابت کا حق ادا نہیں کیا۔ کسی کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو! تمہارے باپ اس طریقے پر تھے، لوگوں سے اچھے معاملات کرتے تھے، حسن سلوک کرتے تھے، تم بھی انہیں کے طریقے پر رہنا اور چلنا تبھی صحیح معنوں میں انکی اولاد کہے جاؤ گے۔ ''**ان الانبياء لم يورثوا ديناراً ولادرهماًوانما ورثوا العلم**'' (مشکوٰۃ شریف ص۳۴)

یعنی انبیاء کرام نے میراث میں درہم ودینار نہیں چھوڑے بلکہ انبیاء کرام نے میراث میں علم چھوڑے۔

قرآن وحدیث اختیار کرنے کی تاکید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" **ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم کتاب الله وسنة رسوله**"(مشکوٰۃ شریف ص۳۱)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی سنت۔ عربی میں لن تاکید کے لئے آتا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔

محی السنہ حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ تم حیران وپریشان نہیں ہوگے، اگر ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے یعنی کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان بہت ہی مؤثر وعظ فرمایا جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور دل لرز اٹھے۔ ایک صحابی نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو رخصت ہوجانے والے شخص کا وعظ ہے اس لئے آپ ہمیں نصیحت فرمائیے:

فقال علیکم بتقوی الله والسمع والطاعت وان عبدا حبشیا وسترون من بعدی اختلافا شدیدا. فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء

الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ (ابن ماجه. ص:۵)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور تعمیل حکم اور فرمانبرداری اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور تم لوگ میرے بعد اختلاف شدید دیکھوگے تو تم لوگوں پر میری ہدایت اور میرے خلفاء راشدین کی ہدایہ اختیار کرنا ضروری ہے، اور اس کو مضبوطی سے داڑھ کی دانت سے پکڑنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آج کل جو فتنے اور اختلافات ظاہر ہو رہے ہیں اس سے بچنے کا یہی علاج ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس فتنوں کا کیا علاج ہے؟ علاج تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بتلا کر گئے ہیں۔ مگر اب یہ حال ہے کہ ارسطو بقراط جو ماہر طبیب تھے کسی مرض کی دوا بتلائیں تو وہ تسلیم، اس کو سب لوگ ماننے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں کہ سبزی کا استعمال اس طرح کروگے تو نقصان نہیں کرے گی، گوشت اس طرح کھاؤگے تو نقصان نہیں کرے گا تو ہر شخص ماننے کے لئے تیار، کیونکہ ارسطو بقراط جیسے دانشمندوں نے یہ چیزیں بتلائی ہیں جن کی تجویزیں غلط نہیں ہوسکتیں۔

میرے دوستو! واقعی یہ حالات انتہائی نقصان دہ ہیں لیکن ان حالات سے برأت ونجات کی صورت بھی ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" **لا نبی بعدی**"

(مشکوٰۃ شریف ص۴۶۵)

یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہی علماء جو ورثۃ الانبیاء ہیں وہی کوئی علاج بتلا سکتے ہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ موجود نہیں مگر علماء جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح ترجمانی کرنے والے ہیں وہ آج بھی موجود ہیں ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی صحیح ترجمانی ،سنت کی صحیح ترجمانی کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔

صحبت صالحین حصول تقویٰ کا سبب

حدیثوں میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"**لاتزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرين**" (مشکوٰۃ شریف ص۴۶۵)

قیامت تک میری امت میں سے ایک جماعت ایسی رہے گی جو دین پر قائم رہے گی ،یعنی وہ ہر قول وعمل کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرے گی ،اگر اس کے موافق قول وعمل ہوگا اس کو وہ جماعت قبول کرے گی ورنہ رد کر دے گی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے۔اس لئے اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں ایسی جماعت رہے گی۔تو اس بارے میں یقین رکھنا چاہئے کہ کتنے ہی فتنے آجائیں ان سب کا علاج بھی موجود رہے گا اور علاج کرنے والے بھی موجود رہیں گے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا"**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ**" (سورہ توبہ ۱۱۹) یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔اس سے معلوم ہوا کہ صادقین ہر زمانہ میں رہیں گے قیامت

تک کے لئے یہ حکم ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اس لئے سچے لوگوں کی ایک جماعت ہر زمانہ میں رہے گی۔

حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دو جزء کا کلیہ امت کو عطا فرمایا ہے۔(۱) تقوی اللہ (۲) صحبت صالحین۔ نیز فرمایا کہ اصل تو تقوی اللہ ہی ہے۔رہی صحبت صالحین تو یہ حصول تقویٰ کا سبب ووسیلہ ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! فتنے بکثرت آرہے ہیں تو فکر کی بات نہیں اس لئے کہ ان کی دفعیہ کا علاج بھی موجود ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو غیب کے ترجمان تھے انھوں نے قیامت تک کے لئے جو اصلاح امت کے لئے ضروری چیزیں تھیں ان سے آگاہ فرمایا۔

فتنوں کی روداد

مشکوٰۃ شریف میں فتنوں کی پوری روداد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اگر اس کو پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کل بالکل اس کے مطابق فتنے آرہے ہیں اور آتے چلے جارہے ہیں۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "**تعرض الفتن علی القلوب کالحصیر عوداً عوداً**"

(مشکوٰۃ شریف ص۴۶۱)

آخری زمانے میں قلوب پر فتنے ایسے آئیں گے جیسے چٹائی کے یکے بعد دیگرے تنکے۔چنانچہ آج دیکھئے کہ یکے بعد دیگرے فتنے کتنے آرہے

ہیں ۔ ایک فتنہ ختم ہوتا ہے کہ دوسرا فتنہ آجاتا ہے ، دوسرے کے بعد تیسرا آجاتا ہے ، روزانہ ایک نہ ایک فتنہ بلکہ ایک سے بڑھ کر ایک فتنہ آرہا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو مسلمان کبھی کے ختم ہو گئے ہوتے ، ان فتنوں کے ساتھ اسلام ختم ہو گیا ہوتا لیکن ان فتنوں کے ساتھ حفاظت کرنے والا بھی موجود ہے، اس لئے مسلمان باقی ہیں اور اسلام محفوظ ہے ۔ میں تو کہتا ہوں کہ آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ برکات بھی موجود ہیں اسلئے ان تعلیمات پر عمل کرو گے تو برکات بھی شامل حال ہوں گی ۔ ورنہ کتنے فتنے ہیں جن کی وجہ سے ہم لوگ کب کے ختم ہو گئے ہوتے ، اسلام کا وجود بھی ختم ہو گیا ہوتا۔ سال دو سال سے مسجدوں کی طرف لوگوں کی خاص توجہ ہوگئی ہے۔ مسجدیں بنتی جا رہی ہیں، مدارس بنتے جا رہے ہیں، مکاتب بنتے جا رہے ہیں ۔ آخر کیا بات ہے؟ بس اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ہو رہا ہے ۔ ہم کو اپنی حفاظت کی خود ضرورت ہے ۔ پس اگر ہم اپنی حفاظت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے اللہ! فتنوں سے ہماری حفاظت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور حفاظت فرمائیں گے ۔

فتنوں کے متعلق حضرت حذیفہؓ کا سوال

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے اور میں فتنون کے متعلق سوال کیا کرتا تھا تا کہ میں فتنوں میں مبتلاء نہ ہوں ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۱)

یعنی حضرت حذیفہؓ اپنی حفاظت کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کے متعلق سوال کرتے تھے۔ اس لئے کہ فتنوں کا جب علم ہوگا تبھی اس سے بچ پائیں گے۔ آج ان فتنوں کو ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ فلاں کی طرف سے ہے اور یہ فتنہ فلاں کی طرف سے ہے، نہیں! بلکہ یہ سمجھو کہ اس میں تمہارا امتحان ہے، اس میں تمہاری آزمائش ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہات اور ہدایات موجود ہیں ان فتنوں کا علاج بھی موجود ہے، اس لئے ان کی طرف توجہ کی ضرورت ہے ۔ اور علاج یہ ہے کہ علاوہ ظاہری تدبیروں کے ان فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**اللّٰهم انی اعوذبک من الفتن ماظهر منهاومابطن ومن يوم السوء ومن ليلة السوء ومن ساعة السوء**" (ترمذی) اے اللہ! میں ظاہری فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں اور باطنی فتنوں سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور برے دن سے، بری رات سے، بری گھڑی سے پناہ مانگتا ہوں ۔

ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت فرمایا کرتے تھے کہ یہ دعا دن میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیا کریں۔ فتنوں کی شکایت آج سب کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں سے جو پناہ مانگی ہے اور امت کو جو الفاظ سکھلائے ہیں اس کو نہیں پڑھتے ۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہی نہیں جانتے کہ فتنے کتنے ظاہری ہیں اور کتنے باطنی ۔ تو پھر ان سے کیسے بچیں گے، ایسے ایسے فتنے ہیں کہ ہم کو اور آپ کو علم بھی نہیں ہے ۔ جو شخص اخبار پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ کتنے فتنے ہیں

اور کس کس طرح سے فتنے آرہے ہیں جس کی وجہ سے لوگ جانتے ہیں اور جو اخبار پڑھتا ہی نہیں وہ کیا جانے کہ کیا کیا فتنے ہیں؟ جو حواس باختہ ہیں دل میں ان کے اضطراب اور پریشانی ہے کہ آئندہ کیا ہوگا۔

کید مکر خفی کو کہتے ہیں

کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا“ (سورۃ الطارق)

ترجمہ: بیشک یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں، تو آپ ان کافروں کو یونہی رہنے دیجئے بس تھوڑے ہی دن رہنے دیجئے۔

یعنی یہ لوگ کید کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی کید کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کی نگہبانی ہمارے ساتھ ہے تو یہ لوگ ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ ذلیل وخوار ہوں گے، خائب وخاسر ہوں گے۔ کید مکر خفی کو کہتے ہیں، کید کا لفظ کافروں کے مقابلے میں اپنے لئے استعمال فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ کید کر رہے ہیں تو میں بھی کید کر رہا ہوں اور ظاہر ہے کہ میرے کید کے سامنے ان کی گندی سیاست لغو وبیکار رہے، کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ ابھی ابھی ایک صاحب نے بتایا ہے کہ امریکہ ہمارے ملک کے لئے بہت بڑی امداد بھیج رہا ہے، اب اس میں کیا چال بازی ہے ہم سمجھ نہیں سکتے، ہم اور آپ سمجھ رہے ہیں امریکہ ہمارے اوپر مہربان ہے کہ ہماری ہر چیز کا انتظام

کر رہا ہے، لیکن اس کے اندر کیا کید ہے، کیا مکر ہے، ہم سمجھ نہیں سکتے۔ اسی طریقے سے کتنی ہی چیزیں ہیں جو بظاہر خیر خواہی کے لئے معلوم ہوتی ہیں مگر اس میں مکر وکید ہے ہم اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی دشمن یہ کہے کہ یہاں دانہ وچارہ ہے تو سمجھ لو کہ پھانسی کا پھندا ہے، اس لئے اس کے مکر وفریب میں نہ آؤ۔ جیسے ان کے مکر وفریب کو ہم نہیں سمجھتے ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ کس طرح اللہ تبارک تعالیٰ ان کو جہنم کی طرف ہانکتے جا رہے ہیں۔ مگر ان کے کید اور اللہ تعالیٰ کے کید میں فرق ہے کہ اگر ہم ان کے کید میں پھنس بھی جائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دنوں کے بعد اس سے نکل بھی جائیں گے اور اگر کچھ پریشانی ان کفار کی طرف سے آئی بھی تو پھر اللہ تعالیٰ اس سے رہائی کا راستہ پیدا کرے گا، مگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کید وتدبیر سے نکل نہیں سکتے پھنستے جائیں گے یہاں تک کہ جہنم رسید ہو جائیں گے۔

کامل دین اختیار کرو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ“ (سورۃ الممتحنہ۵)

اے ہمارے رب! ہم کو ان کفار کے ظلم وستم کا تختۂ مشق نہ بنا۔ یہ ظاہری مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ مگر اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ہم کو ان لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا یعنی ہماری بے بسی اور مظلومیت سے یہ نہ سمجھیں کہ ہم

لوگ حق پر ہیں اور یہ لوگ ناحق پر۔ تو یہ ان لوگوں کی آزمائش کا سبب ہوگا اور
اس کی وجہ سے وہ لوگ محروم رہ جائیں گے۔

بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ مبارک اور مکمل دین عطا فرمایا
ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"(سورۃ المائدہ)

ترجمہ: آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا
اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے
کے لئے پسند کر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے کامل اور مکمل دین دیا تو اس کی مکمل حفاظت بھی کر رہا ہے
اگر حفاظت نہ کرتا تو ہمارا آپ کا وجود کبھی کا ختم ہو گیا ہوتا۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہریؒ سے کسی نے کہا کہ حضرت!
کانپور میں اتنے افراد قتل کر دیئے گئے، ایسا ایسا فساد ہو رہا ہے۔ تو مولانا نے
فرمایا، یہ کون سی نئی بات ہے یہ تو چودہ سو سال سے ہو رہا ہے۔ کام پر لگو اور
کامل دین اختیار کرو۔

آج ہماری ذمہ داری ہے کہ دین کی حفاظت کریں، لیکن ہم اپنی ذمہ
داری پوری نہیں کر رہے ہیں، ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ فرائض کی پابندی
کریں۔ اخلاقیات، معاملات اور عقائد کو درست کریں۔ علماء وہی کام کریں
جو انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا: ''ہر کسے کہ برائے دعوت

خلق اللہ بجائے نشست و مردم بجانب وے متوجہ شدند و یرا ہماں باید کرد کہ
انبیاء علیہم السلام کردند زیرا کہ وے دریں مقام مقلد و پسر وایشاں است''

(تفہیمات الٰہیہ ج۲ ص۱۰۳)

یعنی جو شخص دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز ہو، اور لوگ اس کی طرف
متوجہ ہوں تو اس کو وہی کرنا چاہئے جو انبیاء علیہم السلام نے کیا، اس لئے کہ وہ
اس مقام میں مستقل نہیں بلکہ ان حضرات کا مقلد ہے۔ اسی لئے حضرت
علامہ شعرانیؒ نے فرمایا کہ درحقیقت یہ کرسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کوئی
عالم یا شیخ نیابۃً یا وراثۃً اس پر بیٹھتا ہے اصالۃً نہیں۔

میرے بزرگو اور دوستو! اس کرسی پر بیٹھ کر حق کے خلاف کوئی بات نہ کہو
جو اذیت رساں و ضرر رساں ہو۔ وہ کام نہ کرو جو کسی جماعت و فرد کے لئے
اذیت رساں ہو۔ "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ
ویدہ" (مشکوٰۃ شریف ص۱۵)

یعنی کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ محفوظ
رہیں۔ یہ تو عام بات ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگوں کو
بھی اذیت سے بچانا چاہئے، غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔

مدارس و مکاتب کی ضرورت

میرے دوستو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کون ہیں؟ یہی علماء
دین۔ اب بھی الحمدللہ علماء کرام اور یہ مدارس و مکاتب سب اسی لئے ہیں

تاکہ وہ کام جو تعلیم کا ہے وہ جاری وساری رہے، اگر یہ مدارس ومکاتب نہ
رہتے تو حقیقت یہ ہے کہ آج کوئی نمازِ جنازہ پڑھانے والا نہ ملتا۔ اگر کوئی
مہینہ دو مہینہ کے لئے ان مدارس میں آجائے تو اس کو کلمہ پڑھانے کی
ضرورت نہیں ہے۔ آج جن لوگوں کو بڑھاپے میں کلمہ پڑھانے کی ضرورت
پڑ رہی ہے تو وہ اس لئے کہ پہلے عام طور پر مدارس ومکاتب نہیں تھے اور جو
مدارس میں نہیں آئے انھیں کو کلمہ پڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے، اور جو
مدارس میں لڑکے آتے ہیں، پڑھتے ہیں، ان کو ضرورت نہیں پڑے گی کہ کوئی
بڑھاپے میں کلمہ پڑھائے۔

اپنی اصلاح کی فکر ضروری ہے

مدارس ومکاتب کو مزید ترقی دینے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی فکر بھی
بہت ضروری ہے کیونکہ ان کاموں کے ساتھ ساتھ بعض ایسی چیزیں بھی
سامنے آتی ہیں جو اس کام کے بالکل منافی ہیں اس لئے اپنی اصلاح بھی
ضروری ہے۔ اسی بناء پر حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ مرشد کو ایسا ہونا
چاہئے کہ اس کا عمل اس کے قول کی تکذیب نہ کر رہا ہو۔ ”**لایکذب عملہ
قولہ**“ یعنی اس کا عمل اس کے قول کی تکذیب نہ کرے۔ اس لئے جن کی
طرف دعوت دے رہا ہے ان پر خود عمل پیرا ہونا چاہئے۔ مگر آج کل اس میں
کمی واقع ہو رہی ہے یہ بات بھی ضروری ہے کہ جس کام کو کرو اس کے آداب
کے ساتھ کرو، خواہ ظاہر کا عمل ہو یا باطن کا۔ غرض جو بھی عمل نماز، روزہ وغیرہ

کا کر رہے ہو خود اس میں مزید ترقی کی ضرورت ہے۔ اس لئے کوشش کرو کہ
ہماری نمازیں سنت کے مطابق ادا ہوں، آداب شرعیہ کے مطابق ادا
ہوں، مسائل سیکھو کہ نماز کے اندر کتنے واجبات ہیں، کتنی سنتیں ہیں، تاکہ
نماز سنت کے مطابق ادا ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
”**صلوا کما رأیتمونی اصلی**“ (بخاری) نماز اس طرح پڑھو جس طرح
مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ ظاہر بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس
طرح سے پڑھا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح پڑھا ہے وہ
سلسلہ چلا آرہا ہے۔ لیکن اس بات کی ضرورت ہے، ہوسکتا ہے کہ ہم نماز
پڑھ رہے ہوں لیکن سنت کے مطابق نہ پڑھ رہے ہوں۔ اس لئے مسائل
واحکام کی بھی ضرورت ہے کہ ہم ان کو سیکھیں۔ علماء نے مسائل کی کتابیں
بہت ساری لکھی ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جو
اپنے دور کے مجدد تھے ہر شعبہ کی انھوں نے اصلاح فرمائی ہے۔ عبادات
ومعاملات کی بھی، نیز معاشرت کے سلسلہ میں بھی تجدیدی کارنامہ انجام
دیا۔ اسی لئے حضرت مولانا عبدالباری ندویؒ نے ان کو جامع المجدد دین قرار
دیا ہے۔ اس لئے ہم کو دین کے ہر شعبہ کی طرف توجہ دینے اور عمل کرنے کی
ضرورت ہے تاکہ ہمیں دین کامل حاصل ہو جائے۔ صرف ایک چیز کو لے کر
دین کامل پر عمل نہیں ہوسکتا جب تک ہم تمام شعبوں کے مسائل واحکام نہ
جانیں اور اس پر عمل نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”**اُدْخُلُوْا فِی
السِّلْمِ کَآفَّۃً**“ (سورہ بقرہ ۲۰۸) دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اس کا

مطلب یہ ہے کہ اسلام کے جتنے بھی شعبے ہیں عقائد، معاملات، معاشرت ومعاشیات ان تمام شعبوں کی طرف توجہ واصلاح کی ضرورت ہے، بغیر اس کے کامل دیندار نہ ہوگے۔

ابھی کل ہم لوگ لکھنؤ میں تھے وہاں حضرت مولانا محمد رابع حسنی صاحب مدظلہ جو ماشاء اللہ بہت ہی باصلاحیت عالم ہیں وہ کہہ رہے تھے ہم لوگوں کے لئے ضرورت ہے اصلاح معاشرہ کی۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا اس کا کچھ کام شروع بھی ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ اس کام میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین

اصلاح ظاہر کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس کی بھی ضرورت ہے

شادی بیاہ کی رسوم ورواج میں عام طور پر لوگ پریشان ہیں ان کی اصلاح بھی ضروری ہے، اسی طرح وہ خرابیاں جو نوجوان مردوں اور عورتوں میں آچکی ہیں ان کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے۔ الحمدللہ یوں کام کسی قدر ہو رہا ہے لیکن مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ کام کی بھی بہت سی جہتیں ہیں، جیسے فتنوں کی بہت سی جہتیں ہیں۔ مختلف قسم کے فتنے آرہے ہیں اس لئے کام کی بھی مختلف جہتیں ہونی چاہئیں۔ جب کام کی مختلف جہتیں ہوں گی تب ہی فتنوں کا رد ہو سکے گا۔ کام ایک جہت سے ہوگا تو بہت سے فتنے رہ جائیں گے اور وہ دب نہیں پائیں گے۔ اسی بناء پر جیسے تبلیغی کام کی بھی ضرورت ہے۔ اسی طرح اصلاح ظاہر کے ساتھ تزکیۂ نفس کی بھی ضرورت ہے۔ اگر ظاہر کو درست کرلیا مگر باطن کو ویسے ہی آزاد وخراب رکھا تو اس کے

اندر کچھ بھی خیر نہیں۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من کبر**"

(مشکوٰۃ شریف ۴۳۳)

جس کے اندر رائی کے دانہ کے برابر کبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اور کبر کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے بلکہ علم سے بھی ہے، عبادت سے بھی ہے، حسب ونسب سے بھی ہے، کبر کہیں بھی پایا جائے گا ہر جگہ اس کا اثر ہوگا۔ حسد کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**ایاکم والحسد فان الحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب**" (ابوداؤد)

حسد کی بیماری نیکیوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ معلوم ہوا نیکیوں کے ساتھ کبر کا مرض رہ سکتا ہے۔ بلعم باعوراء جو بہت بڑا عابد تھا لیکن قلب میں کبر کا مرض تھا جس کی بناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آگیا جس کی وجہ سے عذاب میں مبتلاء ہو گیا۔

میرے دوستو! اصلاح نفس کی سخت ضرورت ہے، انفرادی اصلاح کی بھی ضرورت ہے اور اجتماعی اصلاح کی بھی۔ بہت سے شعبے ہیں ہر شعبہ میں ضرورت ومناسبت کے اعتبار سے کام کرنے کی ضرورت ہے اور باہم اخوت وبھائی چارگی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، نیز ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اس طرح صحیح کام ہوگا ورنہ کام انتشار کا شکار ہو جائے گا۔

میرے دوستو! دین کامل اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ عقائد درست

کریں جواہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔اخلاقیات کودرست کریں جو اخلاق نبوی ہیں ان کواختیار کریں اور دل کی اصلاح کی طرف خاص توجہ دیں۔جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے"قَدْاَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی" (سورہ اعلی) نفوس کے اندراگرپا کی آجائے،دل ہمارے صاف ہوجائیں تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشادفرمایا،ایسا شخص فلاح یاب ہو جائے گا۔کون شخص ہے جوفلاح نہ چاہتا ہو،جوعافیت نہ چاہتا ہو۔اس کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خوب توضیح فرمادی ہے تا کہ مکمل دین ہمارے اندرآجائے۔حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے دین کومضبوطی سے پکڑنا،ان کی تعلیمات پر چلنا ان کی ہدایات کوہرشعبہ زندگی میں لانا یہ سعادت کی بات ہے اورفلاح کے حصول کاذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کوتوفیق دے۔آمین

نہی عن المنکر کے لئے ایک جماعت کی ضرورت

امت کی اصلاح کی جانب بھی توجہ کی ضرورت ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"**خیار امتی من دعاالی اللہ تعالیٰ وحبب عبادہ الیہ**"(فیض القدیر ج۳ص۴۶۳)

میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جواللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور بندوں کواللہ تعالی کا محبوب بناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا مختلف جہات سے ہے۔کوئی نفس کی اصلاح کی جانب بلاتا ہے،کوئی نماز کی طرف بلاتا ہے،

کوئی منکرات سے بچنے کی جانب بلاتا ہے۔حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ نے ایک جماعت بنائی ہے جومنکرات سے بچنے کی دعوت دیتی ہے۔

حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ نہی عن المنکر کے لئے ایک جماعت ہونی چاہئے،جس طرح امر بالمعروف کے لئے ایک جماعت ہے۔ورنہ ایسا ہوگا کہ کہیں پنکھا چل رہا ہے جس سے ٹھنڈی ہوا آرہی ہے اگروہیں کوئی آگ کی انگیٹھی جلادے ظاہر ہے کہ پنکھے کا اثر قائم نہیں رہے گا۔اسی طرح جب تم اچھائیاں کروگے اوراس کے ساتھ ساتھ گناہوں کی آمیزش بھی ہوگی تو ان اچھائیوں کا اثر ظاہر نہ ہوگا۔اس لئے دونوں چیزیں ضروری ہیں،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر،معروف کا کرنا اوراس کا حکم کرنا،برائیوں سے رکنا اور روکنا بہت بڑا کام ہے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڈھیؒ فرماتے تھے کہ اطاعت کرنا صالحین کا کام ہے اور گناہوں سے بچنا صدیقین کا کام ہے۔طاعت کا کرنا آسان ہے مگر گناہوں سے بچنا آسان نہیں،مشکل ہے۔اگر طاعات آپ نے کربھی لیں مگر کبر سے نہیں بچے،غیبت سے نہیں بچے،حسد سے نہیں بچے، جن سے بچنا ضروری ہے۔تو پھر نماز،روزہ کا اثر ظاہر نہ ہوگا۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے"**الغیبۃ تخرق الصوم**" (شعب الایمان)غیبت روزہ کوتوڑدیتی ہے،ختم کردیتی ہے۔حالانکہ روزہ کتنا بڑا عمل ہے مگراس کے ساتھ کوئی غیبت کرتا ہے،نمیمہ،چغلی کرتا ہے تواس کا اثر فوت ہوجاتا ہے۔

میرے دوستو!جوحضرات کامل ہیں،مکمل ہیں،صوفیاءکرام ہیں،مرشدین

ہیں یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح طاعات کی طرف توجہ ہے معاصی کو چھوڑنے کی طرف بھی توجہ کریں۔ بہت سے لوگ حرام کاری، حرام فعلوں میں مبتلاء ہیں۔ کھانے پینے میں احتیاط نہیں کرتے ہیں۔ یہ چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے طاعات کے نور کو ختم کردیتی ہیں۔ اسی بناء پر ابتدائی اور بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم معروف پر عمل کریں اور برائیوں سے بچیں۔

برائیاں دو قسم کی ہیں

برائیاں بھی دو قسم کی ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے" **وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَه**" (سورہ انعام ۱۲۰) ظاہری برائیوں کو بھی چھوڑ واور باطنی برائیوں کو بھی چھوڑ دو۔ ظاہری گناہوں کو ہر انسان جانتا ہے، مگر وہ بھی آپ سے نہیں چھوڑا جارہا ہے ظاہری گناہوں میں ہم کس قدر مبتلاء ہیں اور باطنی گناہ تو اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ادھر تو توجہ بھی نہیں ہے، مثلاً یہ کہ دل میں کینہ نہ ہونا چاہئے، حسد نہیں ہونا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو خطاب کرکے فرمایا"**عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يابنى ان قدرت ان تصبح وتمسى وليس فى قلبک غش لاحد فافعل ثم قال يا بنى وذالک من سنتى ومن احب سنتى فقد احبنى ومن احبنى كان فى الجنة**" (مشکوۃ شریف ص۳۰) اے لڑکے! صبح کرتو اس حال میں کہ کسی کی طرف سے تیرے دل میں کینہ نہ ہوتو ضرور ایسا کر۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی میری سنت ہے اور جس نے

میری سنت سے محبت کیا اس نے مجھ سے محبت کیا اور جس نے مجھ سے محبت کیا وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔ معلوم ہوا کہ کینہ نہ رکھنا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے"**خيار امتى من دعا الى الله تعالىٰ وحبب عباده اليه**" (فیض القدیر ج۳ ص۴۶۳)
میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ جس کو جس طریقہ سے مناسبت ہو، جس شعبہ کی جس کو اہمیت ہو اس کی طرف دعوت دو۔

کام کرنے والی تینوں جماعتوں کی ضرورت

دوستو! سب کو مل کر کام کرنا چاہئے۔ "**تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى**" بر یعنی نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا تعاون کرو۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کے مدرسہ قاسمیہ کھروڈ بھروچ گجرات کے یہاں بہت بڑا مجمع تھا مولانا عبداللہ صاحب کاپودری دامت برکاتہم بھی تھے۔ میں نے ان تمام لوگوں سے کہا کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بر اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو، دیکھو ہماری کئی جماعتیں ہیں جو کام کررہی ہیں۔ ایک جماعت وہ ہے جس نے مدارس کے کام کو سنبھال رکھا ہے، الحمدللہ علماء دین کی جماعت ہے جو چھوٹے بڑے مدارس قائم کررہی ہے۔ الحمدللہ سب کامیاب ہیں ان سے تعلیم دین کا فائدہ ہورہا ہے۔ دوسری جماعت دعوت وتبلیغ کی جماعت ہے جو ہمارے عقیدے کی جماعت ہے، یہ ہمارے لئے بہت بڑی سعادت کی بات ہے کہ ہماری جماعت ایک خدمت دین کررہی ہے اور عام لوگوں میں دین کی

تبلیغ کررہی ہے۔اور تیسری جماعت تزکیۂ نفس کی جماعت ہے جو اخلاق کی
اصلاح پر زور دینے والی جماعت ہے، اخلاقی اقدار کو بڑھانے والی جماعت
ہے، صحیح فکر اور حسن تہذیب دینے والی جماعت ہے۔اور یہ سمجھ لو کہ ہم تین
جماعتیں مل کر بھی مسلمانوں کی تعداد کے اعتبار سے کم ہیں اور اگر خدانخواستہ یہ
تینوں جماعتیں الگ الگ ہوجائیں تو ہم اقلیت در اقلیت میں ہوجائیں گے،
ہماری کوئی حیثیت نہ رہ جائے گی۔اس لئے ساری جماعتیں مل کر کام کریں
تب کامیاب ہوں گے۔کاش کہ ہر جماعت کے ذمہ داروں کو یہ بات سمجھ میں
آجائے تو کام کی راہ ہموار ہوجائے گی۔اور کام ہوگا۔میں نیپال گیا ہوا تھا
وہاں ندوی علماء کرام سے ملاقات ہوئی اور ان حضرات کے کام کو سن کر بہت
مسرت ہوئی۔ الحمد للہ ان حضرات نے بہت ہی حکمت ومحنت کے ساتھ
قادیانیوں کو بھگا دیا، ان کے قدموں کو جمنے نہ دیا، پس جب ہر طریقہ سے علماء
حق کامیاب ہوگئے تو اس کے بعد تبلیغی جماعت والوں سے کہا کہ اب آپ
حضرات جایئے اور دین وایمان ان لوگوں کے دلوں میں جمایئے۔چنانچہ وہ
لوگ اپنے کام میں لگ گئے جس سے الحمدللہ کام ہوا اور ہورہا ہے۔اور یہ
مشاہدہ ہے کہ جہاں مدارس اور جماعتیں مل کر کام کررہی ہیں وہاں کام ہورہا
ہے۔اور جہاں باہم خلیج ہے ان میں دوری ہے وہاں کام نہیں ہورہا ہے۔

اتحاد واتفاق کو اپنائیں

میرے بزرگو اور دوستو! ارشاد باری تعالیٰ ہے "تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ

وَالتَّقْوىٰ" یعنی نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسری کی مدد کرو، ہم لوگ آج جن
حالات سے گذر رہے ہیں ان حالات میں ہمارے لئے لازم ہے کہ
اتحاد واتفاق کو اپنائیں۔سیاسی لوگ تو دوسرے اعتبار سے اتحاد کررہے ہیں
ووٹ اور الیکشن کے اعتبار سے، دنیوی اغراض کے اعتبار سے بظاہر اتحاد
کررہے ہیں۔لیکن ہم دین کے اعتبار سے ایمان کے اعتبار سے
اتحاد کریں کہ آپس میں مل جل کر کام کریں۔جس سے جیسے اور جتنا کام ہو
سکے کرے۔ایک دوسرے کے کام کو تسلیم کرتے ہوئے، تعریف وتحسین
کرتے ہوئے اگر آگے بڑھ سکتے ہیں تو بڑھیں۔اس میں ہماری ترقی کا راز
مضمر ہے، اور اس میں ہم عافیت کے ساتھ رہ سکتے ہیں، ورنہ ایسے منتشر
رہیں گے تو پتہ بھی نہیں چل سکے گا کہ کون جماعت کہاں گئی، مدارس کہاں
گئے، خانقاہیں کہاں گئیں، کسی کا وجود سالم نہ رہے گا۔

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ "تعطلت
الخوانق" کہ خانقاہیں معطل ہوگئیں، کیونکہ خانقاہوں کا اصل مقصد کیا
تھا؟ کثرت ذکر اور حسن خلق۔جن خانقاہوں میں یہ کام نہیں ہورہا ہے وہ
خانقاہیں باوجود عمارت ہونے کے معطل ہوچکی ہیں، اس بناء پر ہم کو
خانقاہوں کو بھی زندہ کرنا ہے، مدارس کو بھی زندہ رکھنا ہے، جماعتوں کو بھی
فروغ دینا ہے۔میں نہ بزرگ ہوں، نہ مرشد، نہ مصلح لیکن الحمدللہ میرے
اندر وسعت ہے۔ہر صحیح کام کو مانتا ہوں، ہر بزرگ سے عقیدت رکھتا ہوں،
جس نے سب کے دلوں میں جگہ دی، صحیح بات یہ ہے کہ میں یقیناً کسی پر کوئی

نکیر نہیں کرتا، ان کی خوبیوں کو تسلیم کرتا ہوں۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کو آ کر کسی مرید نے کہا کہ فلاں چشتی بزرگ ہیں وہ تو سماع سنتے ہیں یعنی گانا سنتے ہیں، فرمایا کہ وہ کان کے مرض میں مبتلاء ہیں اور میں آنکھ کے مرض میں۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کتنے بڑے آدمی تھے جن کے خلفاء میں شاہ غلام علی صاحبؒ بھی تھے جن کے خلفاء ترکی وغیرہ میں اب بھی موجود ہیں اور سلسلہ مجددی جاری کئے ہوئے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ہمعصر تھے۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاص شاگرد تھے مگر ان سے مرید نہیں ہوئے بلکہ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ سے مرید ہوئے، حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کتنے بڑے محدث اور بزرگ تھے، لیکن یہ مناسبت کی بات ہے اس لئے ان سے بیعت نہیں ہوئے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کہتے تھے کہ باری تعالیٰ اگر پوچھے گا ''مرزا تم دنیا سے کیا لائے ہو؟ تو میں قاضی صاحب کو پیش کردوں گا۔ غرض حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ بڑے ولی تھے مگر جب ان کے مرید نے کہا کہ فلاں چشتی بزرگ گانا سنتے ہیں تو کہا چپ رہو وہ کان کے گناہ میں مبتلاء ہیں میں آنکھ کے گناہ میں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو آج بھی مشائخ کے یہاں ادھرادھر کی لگانے بجھانے میں لگے رہتے ہیں۔ آج مشائخ کے یہاں کی مجالس ان چیزوں سے خالی ہو جائیں تو پھر بہت کام ہو، اور مشائخ کو بھی

چاہئے کہ ایسے لوگوں کی باتوں پر توجہ نہ دیں تو ایسے لوگوں کی ہمت پست ہو جائے گی، جیسا کہ حضرتؒ نے کہا کہ چپ رہو کسی کی شکایت نہ کرو، اگر وہ کان کے مریض ہیں تو میں مرض بدنظری میں مبتلاء ہوں۔ اس طرح جب باہم وسعت کا سلوک ہوگا تو کام بڑھتا چلا جائے گا۔ حدیث پاک ہے۔ ''**اقیلوا ذوی الھیئات عثراتھم الاالحدود**'' (فیض القدیر ج۲ص۴۷)
یعنی جو ذووجاہت لوگ ہیں ان کی لغزشوں کو، ان کی غلطیوں کو معاف کیا کرو۔ اور یہ صفت اس وقت پیدا ہوگی جب ان سے محبت ہو اور صحیح تعلق ہو۔ جب انسان مدح والا پہلو سامنے رکھے گا تو عداوت والا پہلو خود بخود دب جائے گا۔ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ اگر بے عیب کا دوست ڈھونڈھو گے تو بے دوست رہ جاؤ گے۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کو میں نے خلوت اور جلوت میں دیکھا کہ آپ نے نہ تو کسی کی شکایت کی اور نہ کسی کی شکایت سنی، اسی طرح حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڈھیؒ کی خدمت میں پچیس سال تک رہا ہوں وہاں بھی کسی کی شکایت کرتے یا سنتے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بزرگوں کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمادے اور ان کے طریق وہدایت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بہرحال اب انہیں ڈھونڈھو گے تب بھی نہیں ملیں گے، لیکن میرے بزرگو! ان کی ہدایات موجود ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے کتنی کتابیں لکھی ہیں، خود حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے کتنی کتابیں لکھی ہیں۔ حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کی

کتنی تالیفات ہیں حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ نے ''روح البیان'' تحریر فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے نفع اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

میرے بزرگو اور دوستو! میں نے پہلے کہا تھا کہ فتنے عام ہیں، جب کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب گجراتی دامت برکاتہم نے ابھی اپنے بیان میں کہا کہ فتنے طرح طرح کے ہیں لیکن بچانے والا اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہئے اور اپنے معمولات اور اپنے اعمال کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' سے عمدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی کلمہ نہیں ہے، سومرتبہ پڑھنے میں کتنے منٹ لگتے ہیں؟ کتنے لوگ ہیں جو صرف سومرتبہ ''لاالٰہ الااللہ'' صبح وشام پڑھتے ہوں؟ یہ سب بچاؤ کی صورت ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ ''**قال اللہ عزوجل انا اللہ الذی لاالٰہ الاانا یاعبادی فمن جاء منکم بشھادۃ ان لاالٰہ الااللہ بالاخلاص دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی**'' (کنزالعمال) جوشخص اخلاص کے ساتھ **لاالٰہ الااللہ** کہہ لے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوجائے گا، اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اب بتلایئے جو اللہ تعالیٰ کے قلعہ میں داخل ہوگا تو اس کے دین کی حفاظت ہوگی یانہیں؟ یقیناً اس کے دین کی حفاظت ہوگی، اس کے ایمان کی حفاظت ہوگی، جان ومال ہر چیز کی حفاظت ہوگی۔ پس اپنی اصلاح کی فکر رکھنی ضروری ہے۔ اسی سے ہماری حفاظت ہوگی، فلاح وعافیت نصیب ہوگی۔ اسی بناء پر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''**قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى**'' (سورۃ الاعلیٰ) وہ کامیاب ہوگیا جس نے پاکی اختیار کی، اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور نماز پڑھی۔ آگے کیا فرمارہے ہیں ذرا غور سے سنئے ''**بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى**'' یہ چھوٹی سی آیت ہے، ابھی قاری صاحب نے اس کی تلاوت فرمائی ہم لوگ سرسری طور سے گزر جاتے ہیں غور نہیں کرتے کہ کیا مطلب ہے؟ ''**بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا**'' اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی شکایت فرمارہے ہیں، ہم نے تمہارے لئے سب کچھ تیار کررکھا ہے، جنت تیار کررکھی ہے، مغفرت تیار کررکھی ہے، اپنی رضا تیار کررکھی ہے ان سب سے مشرف کرنے کے لئے تیار ہیں اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہو ''**بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا**'' یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ قرآن کہہ رہا ہے، اور یہ صحف موسیٰ میں بھی مذکور ہے ''**بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى**'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین